Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 72
Vol 5 (1) Jan-March, 2019 pp.72-83.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).

THE SERVICES OF MUJALLAH AL-TAFSEER (KARACHI) IN DEVELOPING UNDERSTANDING OF QURAN

فہم قرآن میں مجلہ التفسیر (کراچی) کی خدمات

Muhammad Sanaullah[1], Dr. Hafiz Fida Hussain[2]

ABSTRACT- *This is a quarterly journal being published since 2005 from Karachi under the editorship of Dr.Hafiz Muhammad Shakeel Auoj. It publishes research papers both in English and Urdu language. The objectives of this research journal is to provide guide to the Muslim youth about Quranic thoughts and teachings of the Holy Prophet (PBUH). The other core objective of this journal is to purify thinking of the youth and build their character in accordance with the teaching of Islam because the Muslim youth is going away from Islam due to opting western thoughts and life style. It is the demand of hours to divert their attention to Islamic learning and make them true Muslim through transforming their thinking and characters.*

Key words: *Journal, Islamic learning, purification of thoughts, character building*
Type of study: ***Original Research paper***
Paper received: 28.08.2018
Paper accepted: 24.10.2019
Online published: 01.01.2019

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic studies, Institute of Southern Punjab.
student.digital786@gmail.com
2. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab.
doctorfidahussain@gmail.com. Cell # 03217321173.

سہ ماہی مجلہ التفسیر کراچی کا تعارف

بانی مجلہ التفسیر کا تعارف:

ڈاکٹر حافظ محمدشکیل اوج ابن عبدالحمید خان یکم جنوری 1960ءکو کراچی میں پیدا ہوئے -1986ءمیں علوم اسلامی (فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن) میں اور 1990ءمیں صحافت میں ایم ۔اے۔کی سند حاصل کی۔2000ءمیں علوم اسلامی میں "قرآن مجید کے آٹھ منتخب تراجم کا تقابلی مطالعہ"کےموضوع پرپی ۔ایچ ۔ڈی۔ کیا ۔2014ءمیں ڈی لِٹ کی سند حاصل کی آپ کویہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ علوم اسلامی میں ڈی ۔لٹ کی سند حاصل کرنے والے صوبہ سندھ کے پہلے ،پاکستان کے دوسرے اور برصغیر پاک و ہند کے تیسرے فرد تھے۔(1)

آپ نے 1987ء سے 1995ء تک وفاقی گورنمٹ اردو کالج (حالیہ وفاقی اردو یونیورسٹی) میں اور 1995ء سے تادم آخر جامعہ کراچی میں تدریسی و تحقیقی خدمات انجام دیں۔ آپ کے زیر نگرانی 16 طلباء نے پی ۔ایچ ۔ڈی ۔ اور ایک طالب علم نے ایم ۔فل مکمل کیا جبکہ 21 طلباء آپ کے زیر نگرانی ایم فِل اور پی ۔ایچ ۔ڈی ۔کی سند کے حصول کے لیے اپنے اپنے تحقیقی کاموں میں مصروف عمل تھے۔ آپ کئی اعلی تعلیمی و تحقیقی اداروں اور رسائل و جرائد سے بھی وابستہ اور بہت فعال تھے۔ الغرض اپنی مختصر زندگی میں ہمہ دم متحرک اور مصروف عمل رہے۔ بے شمار اعزاز ات و انعامات حاصل کیے۔ متعددتعلیمی اداروں (بشمول جامعات،دارالعلوم ودینی مدارس)میں توسیعی لیکچرز دیے۔لاتعدادٹی۔وی پروگراموں میں بحیثیت دینی علوم کے ماہر کے شرکت کی۔بحیثیت مشیر امورِطلباء،سیکریڑی مسجد کمیٹی،ممبر اعلیٰ اختیاراتی کمیشن،ممبر اسٹاف کلب کمیٹی،ڈائریکٹر مسندِسیرت،صدر شعبہ قرآن وسنہ،صدر شعبہ علوم اسلامی،رئیس کلیہ علوماسلامی جامعہ کراچی اور بحیثیت ممبرسینیٹ،وفاقی اردو یونورسٹی بھی اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔آپ کے86تحقیقی مقالات،15کتابیں اور 73مضامین شائع ہوئے۔4بین الاقوامی کا نفرنسوں اور43قومی کا نفرنسوں،سیمیناروں اور ورکشاپوں میں شرکت کی اور مقالات پیش کیے۔علمی وتحقیقی خدمات کے اعتراف میں 14/اگست 2014ءکو حکومت پاکستان نے تمغئہ امتیاز دینے کا اعلان کیا جسے بعد ازشہادت 23/مارچ2015ءکو آپ کے فرزندِ اکبر ڈاکٹر محمد حسان خان اوج نے وصول کیا۔(2)

قرآن کریم کےتراجم،تفاسیر،احادیث،فقہ اور سیرت طیبہ ﷺ،ڈاکٹر شکیل اوج کی دلچسپی کے خاص موضوعات تھے۔مختلف تفاسیر قرآن،جدید فقہی مسائل،معاشرتی وسماجی امور ومعاملات متعددتحقیقی مقالات لکھے جو ملکی وبین الاقوامی علمی وتحقیقی رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺکی محبت ،آپ کی زندگی کا جزوِلا ینفک تھی۔آپکے موضوعاتِ تحقیق میں ہمیشہ انھی دو عنوانات کو اولیت اور ترجیح حاصل رہی۔آپ نے اپنی فکر کی اساسقرآن کریم پر رکھی۔یہی وجہ ہے کہ جب ایک علمی وفکری جریدے کے شائع کرنےکا خیال آیا تو قرآن کریم کے تعلق سے اس کا نام" التفسیر"منتخب کیا۔(3)

مجلہ التفسیر کے اجراء کی غرض و غایت:

جنوری2005 ءمیں سہ ماہی" التفسیر"کا پہلا شمارہ منصئہ شہود پر آیا۔" التفسیر"کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر شکیل اوج لکھتےہیں :

"ہم نے اس مجلے کا نام " التفسیر"منتخب کیا ہےجو بالعموم قرآن مجید کی نسبت سے بولا اور سمجھا جاتا ہے۔واضح ہوکہ ہم نے تفسیر کے بجائے " التفسیر"رکھا ہےیعنی الف لام تعریفی داخل کرکے نکرہ کو معرفہ بنایا ہے ۔اس نام کے انتخاب کی ایک وجہ تو یہ کہ ہم نے اپنی فکر کامر کزومحور قرآن اور صاحِب قرآن کو بنایا ہے۔قرآن اور صاحِب قرآن دونوں لازم وملزوم ہیں،کیونکہ آپ ﷺکی ذاتِ والا صفات ،قرآن کی مجسم تفسیر ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ لفظ تفسیر اپنے لغوی معنی ومفہوم میں کسی بھی امر کے واضح کرنے،کھولنے اور منکشف کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے گویا ہر دو اعتبار سے یہ نام' آپ اپنا تعارف ہوا بہارکی ہے'کا مصداق ہے۔

ہمارا مقصدقرآن وسنت کی روشنی میں ،عصرِحاضر کے تقاضوں کے مطابق ،فکر ونظر کی تطہیر ہے جس کے بغیر کوئی بھی عمل،مثبت رد عمل کا محرک نہیں بنتا اور معاشرے میں کوئی مفید تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

ایک اور موقعے پر لکھتے ہیں :

"اس مجلہ کا مقصد ملت کے نوجوانوں کو قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺکی طرف واپس لانا ہے،ان کے زاویئہ فکرونظر کو ٹھیک کرنا ہے ، انہیں علمی منہاج مہیاکرنا ہے، انہیں تحقیق و تدقیق کی راہوں پر ڈالنا ہے تاکہ وہ غیرضروری مسائل میں نہ الجھیں، فروعات سے بچیں فکر وعمل میں وحدت اور قرآن وسنت کی مرکزیت پیدا کریں، جدید علوم و فنون سے آراستہ ہوں، اقصائے عالم پر اپنے 'خیر امت' ہونے کی شہادت دیں"(4)

بائی لنگوئیل مجلہ:

مجلہ التفسیر کے مضامین دو زبانوں میں شائع ہوتےہیں کیونکہ ملک پاکستان کے لوگوں کی قومی زبان اردو ہے اور سرکاری زبان انگلش ہے ۔ مقتدر طبقہ زیادہ تر انگلش پڑھتا ،لکھتا اور سمجھتا ہے۔ اس لیے التفسیر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں مین مضامین شائع کرتاہے جو ملک کے ہر طبقہ کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

اجراء مجلہ :

جنوری 2005ء میں سہ ماہی مجلہ التفسیر کا پہلا شمارا منظر عام پر آیا ۔ پرورفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج، التفسیر کے مدیر اعلی، علامہ محمد اعظم سعیدی مدیر ، ڈاکٹر محمدسہیل شفیق مدیر انتظامی اور معاونین میں ڈاکٹر محبوب افضل جاوید، کرنل محمد اعظم، سید آغاگل قادری اور ڈاکٹر شکیل اوج کے شاگردِ عزیز، ڈاکٹر شاکر حسین خان شامل تھے۔ مختلف النوع مشکلات اور ناکافی وسائل کے باوجود 138صفحات پر مشتمل یہ مجلہ مذکورہ بالا چند افراد کی ٹیم کے ساتھ، شکیل اوج کی زیر ادارت اپنا سفر طے کرتا رہا اور اپنے علمی ، فکری وتحقیقی افکار کے ذریعے معاشرے کے ارتقاء میں اپنا کردار ادا کرتا رہا۔(5)

التفسیر معاصر مجلات کی نظر میں:

سہ ماہی التفسیر کا پہلاہی شمارہ علمی حلقوں میں مقبول ہوا اور ملک و بیرون ملک کے علمی حلقوں نے اس پر اپنےتبصرے شائع کئے جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس مجلے میں کس قدر مفیداور

جاندار مضامین تھے اور ملک وملت کی ضرورت کو کس حدتک پورا کرتے تھےدرج ذیل تبصروں سے اندازہ ہوجائےگا۔(6)

ماہنامہ ' معارف ' (انڈیا) کا تبصرہ:

دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہونے والےممتا ز و معروف علمی جریدے ماہنامہ 'معارف' نے اپنے شذرات میں اس کی بھرپور پذیرائی ان الفاظ میں کی ہے:

"جامعہ کراچی کی مجلس التفسیر نے ایک مفید سہ ماہی ،دینی ، علمی، اور تحقیقی رسالہ التفسیر نکالاہے ۔ اس کا ابھی پہلا شمارہ طبع ہوا ہے۔ جب یہ اپنے آغاز میں ہی اتنا ہونہار ہے تو آئندہ اس سے جو بھی توقع کی جائے وہ بے جا نہیں ہوگی۔ --- ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس کی درازی عمر کے لیے دعا کرتے ہیں۔"

ہفت روزہ 'تکبیر (کراچی) کا تبصرہ:

"التفسیر کے ذریعے کئی اہم اور قابل ذکر موضوعات پر علمی بحث کا آغاز ہوسکے گااور فکری و تحقیقی لحاظ سے اس بحث کے نتیجے میں قدیم و جدید تصورات کے موازنے کےبعد جو تحقیق سامنے آئے گی وہ کئی حوالوں سے اہم ہوگی امید کی جاسکتی ہے کہ یہ تحقیقی رسالہ اپنا معیار اور اسلوب برقرار رکھتے ہوئےمتلاشیان علم و تحقیق کی پیاس بجھاتا رہے گا اور فکری اعتبارسے معاشرتی جمود کے خاتمے کا سبب بنے گا "

سہ ماہی سے ششماہی تک کا سفر:

2005ء میں التفسیر نےبے سروسامانی کے عالم میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ سات سالکے طویل سفر کے 2012ء میں وہ باسرو سامان ہوگیا یعنی ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد سے منظور ہوگیا۔ اور اسی منزل سے اس کا دورانیہ سہ ماہی سے بڑھا کر ششماہی کردیا گیا (ہائر ایجوکیشن کمیشن کی ہدایت کے مطابق) اور ساتھ ہی اس کی ضمانت میں بھی اضافہ ہوتا چلاگیا۔

التفسیر کے خاص نمبرز:

مجلہ التفسیر کے کچھ خاص نمبر بھی شائع ہوئے جو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتے تھے۔جن کا ذکر درج ذیل ہے۔

1-**شخصیات نمبر:**اپریل۔ ستمبر 2012ء میں التفسیر کا خصوصی شمارہ (18-19) شائع ہوا ، جسے شخصیات نمبر سے موسوم کیا گیا۔ 608 صفحات پر محیط اس خصوصی اشاعت میں 25 شخصیات پر 26 علمی و تحقیقی مقالات شائع ہوئے۔

2-**تفردات نمبر:**التفسیر کا اگلا شمارہ(شمارہ 21، جنوری ۔جون 2013ء) "تفردات نمبر " کے طور پر شائع ہوا، اور ملت اسلامیہ کی 20 ممتاز دینی و فکری شخصیات کے بعض تفردات ، اجتہادات، امتیازات، اولیات، اور مختارات کا بحسن خوبی احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ۔ التفسیر کا یہ ایک منفرد نمبر تھا جسے بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔

تفرد یا اجتہاد بلا دلیل نہیں ہوتا اور نہ ہی محدود مطالعے کے زور پر پیدا ہوتا ہے۔ اسے اختیار کرنے یا پیش کرنے کے لیے ذخیرہء قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ ذخیرہء فقہ و تاریخ اور دیگر علوم سے تمسک و استفادہ بھی لازمی ہے۔ اور جراتِ اظہار اس پر مستزاد ہے۔

سلسلہ ایک ہے ہم عشق کے دیوانوں کا   تیری زلفوں سے چلے دار ورسن تک پہنچے

تفردات و اجتہادات اسی انداز میں آگے بڑھ ہیں۔ میں نے تفردات نمبر میں ، مسلمانوں کو ان کی اسی علمی میراث کی کچھ جھلکیاں دکھائی ہیں۔ یہ سعی دراصل انہیں فکری جمود سے باہر نکالنے کی ایک تدبیر ہے"

3۔مفسرین اور انکی تفاسیر نمبر:

التفسیر کے 23 ویں شمارے (جنوری۔جون 2014ء، ج 8، ش 23)میں جوکہ ڈاکٹر شکیل اوج کی زیر ادارت شائع ہونے والا آخری شمارہ تھاپاک و ہند کے 19 مفسرین اور ان کی تفسیرات پر خصوصی نمبر شائع کیا۔ اس خصوصی اشاعت میں کم و بیش دو سو سال کے دوران ہونے والے قرآن مجید پر بہت سے تحریری کاموں میں سے بعض کاموں پر مقالات یکجا کیے گئے۔ اس کے اداریے میں ڈاکٹر شکیل نے لکھا کہ اگر اس مجموعے میں بعض دیگر علماء اور مفسرین پر بھی مقالات ہوتے تو یہ مجموعہ یقیناً زیادہ وقیع اور جامع ہوتا۔

داعی قرآن : پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج شہیدؒ

18ستمبر 2014 ء کی صبح قریبًا ساڑھےدس بجے دہشت گردوں نےڈاکٹر اوج کو نشانہ بنایا ۔ان کا جرم کیا تھا ؟ان کا جرم یقینًا بہت بڑا تھا اور وہ یہ کہ انھوں نے ایک ایسے معاشرے میں جہاں مکالمے کےبجائے مناظرےکو ترجیح دی جاتی ہو ،جہاں حقیقت کے بجائے خرافت کو پسند کیاجاتاہو،جہاں میرٹ کو رسوا اور عدل و انصاف کو قدموں تلے روندا جاتا ہو،وہاں انھوں نے تحقیق و جستجو اور علم و آگہی کے چراغ جلا کر ہواؤں کو الجھن میں ڈال دیا تھا ۔

ڈاکٹر اوج کاقتل محض ایک فرد کاقتل نہیں تھا ۔ یہ علم ودانش ، تحقیق وجستجو ،اصول پسندی ، دیانت داری ،میرٹ کی پاسداری ، محنت کی عظمت کاقتل تھا ۔ جو پہلے بھی کئی بارکیا گیا ، جیسا کہ اہل علم ودانش کے ساتھ ہوتا آیا ہے ۔ ڈاکٹر اوج کواپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بار بار ٹارگٹ کلرز کاسامنا کرنا بڑا ۔ معاملہ حریت فکر اور جرات اظہار کاہویا پروفیسر شپ ، ڈین شپ ، پی ایچ۔ ڈی ، یاڈی لٹ کا ، ہر مرحلے پران کے سامنے رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کیے گئے ، ناانصافی کی گئی ۔ لیکن وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جوظلم بھی سہیں اور بغاوت بھی نہ کریں ، ان کے ساتھ ناانصافی ہو اور وہ صدائے احتجاج بھی بلند نہ کریں ۔ وہ اپنے حق کے لیے لڑنا جانتے تھے اور مردانہ وار مقابلہ کیا کرتے تھے ۔

ڈاکٹر صاحب کے چند ایسے مضامین جن میں تقلیدی روایت کی پیروی کے بجائے نئی جہتیں روشناس کرائی گئی ہیں مثلاً : 1۔ نیل پالش کامسئلہ ،2۔مسیار میرج ، 3۔ خلع اور فسخ نکاح میں عدالت کاکردار ، 4۔ محصنین اہل کتاب سے مسلم عورتوں کانکاح وغیرہ ہیں ، دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں اور دین کے نظریہ توسع کی مطاوعت میں تحریر کیے گئے ان مسائل پربعض اہل علم نے تومکمل سکوت اختیار فرمایا ہے یعنی نہ تائید اور نہ تردید کی ہے بلکہ اسے مسلمانوں کی قبولیت وعدم قبولیت پر چھوڑ دیا ہے ، ظاہر ہے عقیدے اور عقیدت کی اسیری ، نہ صرف تحقیق وتخلیق کے میدان کارزار سے دور رکھتی ہے بلکہ دین کے خوبصورت نظریہ توسع سے بھی خلق خدا کو مستفید ومستفیض نہیں ہونے دیتی (7)۔

مجلہ التفسیر کراچی اپنے موضوعات ومباحث کے حوالے سے توقرآنی علوم سے منسلک ہے ۔ اس کے مضامین کی فکری بنیاد بلاشبہ قرآن مجید ہے ہاں کسی مصنف کے ذاتی نظریات ہوسکتے ہیں تاہم مجلۃ التفسیر کے مضامین کامرکز ومحور کلام اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔

بانی مجلہ التفسیر ڈاکٹر محمد شکیل اوج رئیس کلیہ علوم اسلامی جامعہ کراچی ڈائریکٹر مسند سیرت صدر شعبہ قرآن وسنہ ممبر سینیٹ وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی میں بھی اپنی ذمہ داریاں انجام دے چکے ہیں ۔ کئی بین الاقوامی اور قومی کانفرنسوں سیمیناروں میں شرکت کرچکے ہیں ۔ حکومت پاکستان نے انکی خدمات کے صلہ میں انہیں بعد از شہادت تمغہ امتیاز سے بھی نوازا ہے ۔

قرآن مجید کے تراجم تفاسیر حدیث فقہ اور سیرت طیبہ ﷺ ڈاکٹر شکیل اوج کی دلچسپی کے خاص موضوعات تھے ۔ جنوری 2005ء میں سہ ماہی التفسیر کاپہلا شمارہ چھپا اسکی وجہ تسمیہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ : " تفسیر کسی امر کے واضح کرنے کھولنے اور منکشف کرنے کے ہیں ۔ ہم نے الف لام شامل کرکے اسے اسم معرفہ بنادیا ہے ڈاکٹر محمد شکیل اوج کہتے ہیں کہ ہماری سوچ کامرکز ومحور قرآن وصاحب قرآن ہے ۔قرآن وصاحب قرآن دونوں لازم وملزوم ہیں ۔

مجلہ التفسیر کے اجراء کامقصد قرآن وسنت کی روشنی میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق فکر ونظر کی تطہیر ہے جس کے بغیر کوئی عمل بھی مثبت ردّ عمل کامحرک نہیں بنتا اور کوئی مفید تبدیلی رونما نہیں ہوتی ۔ڈاکٹر محمد شکیل اوج صاحب مزید لکھتے ہیں کہ مجلہ التفسیر کی اشاعت کامقصد نوجواں نسل کوقرآن وسنہ کی طرف واپس لانا ہے اور انکے زاویہ فکر ونظر کوٹھیک کرناہے ۔

انہیں تحقیق وتدقیق کی راہوں پرڈالنا ہے تاکہ وہ غیر ضروری مسائل میں نہ الجھیں فروعات سے بچیں فکروعمل میں وحدت اور قرآن وسنت کی مرکزیت پیداکریں ۔ جدید علوم وفنون سے آراستہ ہوں اقصائے عالم پر اپنے خیر امت ہونے کی شہادت دیں ۔تحقیق وجستجو اور جراءت اظہار ڈاکٹر شکیل اوج کاخاصہ تھا ۔ فرقہ واریت پھیلانے والوں اور نام نہاد مسلک پرستوں کی مخالفت کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف ہمیشہ قلمی جہاد کرتے رہے ۔ فرقہ واریت کے بنیادی اسباب پرروشنی ڈالتے ہوئے راقم طراز ہیں ۔فرقہ وارانہ اور متعصبانہ ذہنیت کے اسباب متعدد ہوسکتے ہیں لیکن ہمارے خیال میں یہ اسباب بنیادی نوعیت کے ہیں ۔

سبب اول : اپنی کم علمی اور جہالت کوچھپانے کیلئے مسلک اور نظریہ کی آڑلی جاتی ہے اس طرح اپنی علمی بے مائیگی اور مطالعہ وتحقیق کی کمی کومسلک ونظریہ کے پردے میں چھپالیا جاتا ہے ۔

سبب دوم : اپنی بے علمی یابدعملی کوچھپانے کیلئے مسلک کانام استعمال کیاجاتا ہے یوں بے عملوں اور بد عملوں وبدکرداروں کومسلک وعقیدہ کی آڑمیں تمام زندگی کھل کھیلنے کاموقع ملتا رہتاہے ۔تحقیق وتدقیق جہاں علمی دنیا کے انکشافات کانام ہے وہیں دنیائے علم کی آبروبھی ہے ۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ 2005ء میں التفسیر " بے سردسامانی کے عالم میں منصہ شہود پر جلوہ گرہواتھا ۔ سات سال کے طویل سفر کے بعد 2012ء میں وہ باسروسامان یعنی ہائرایجوکیشن کمیشن اسلام ابات منظور ہوگیا ۔اور اسی منزل سے اس کادورانیہ سہ ماہی سے بڑھاکرششماہی کردیاگیا اور یہ ہائرایجوکیشن کمیشن کی ہدایت کیمطابق ہوا اور اس کی ضخامت میں بھی اضافہ ہوتا چلاگیا ۔

التفسیر کاتفردات نمبر بھی شائع ہواجس میں ملت اسلامیہ کی 20 ممتاز دینی وفکری شخصیات کے بعض تفردات اجتہادات اولیات اور مختارات کابحسن وخوبی احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ التفسیر کایہ منفرد نمبر تھا جسے بہت زیادہ پذیرائی ملی ۔

تفرد یااجتہاد بلادلیل نہیں ہوتا اور نہ ہی محدود مطالعے کے زور پرپیدا ہوتاہے ۔ اسے اختیار کرنے یاپیش کرنے کیلئے ذخیرہ قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ فقہ وتاریخ اور دیگر علوم سے استفادہ بھی

لازمی ہے اور جراءت اظہار بھی چاہے ہوتی ہے تفردات واجتہادات اسی انداز سے اگے بڑھے ہیں ۔ میں نے تفردات نمبر مسلمانوں کو ان کی اسی علمی میراث کی کچھ جھلکیاں دکھائی ہیں یہ سعی دراصل انہیں اپنے فکری جمود سے باہر نکالنے کی ایک تدبیر ہے ۔

التفسیر کا23 ویں شمارہ ڈاکٹر شکیل اوج کی زیر ادارت شائع ہونیوالا آخری شمارہ تھا ۔ جس میں پاک وہند کے 19 مفسرین اور انکی تفسیرات پرخصوصی نمبر شائع کیا ۔اس خصوصی اشاعت میں کم وبیش دوسوسال کے دوران ہونیوالے قرآن مجید بہت سے تحریری کاموں میں سے بعض کاموں پرمقالات یکجا کئے گئے اس کے اداریے میں ڈاکٹر محمد شکیل اوج صاحب نے لکھا ہے کہ اگر اس مجموعے میں بعض دیگر علماء ومفسرین پر بھی مقالات ہوتے تویہ مجموعہ یقیناً زیادہ مفیداور جامع ہوتا ۔ میں ان تمام حضرات کے تفسیری وتفہیمی کام کو ملت اسلامیہ کامشترک علمی سرمایہ سمجھتا ہوں مسلمانوں کو اس علمی خزانے سے بغیر تعصب کے استفادہ کرناچاہیئے تقابلی مطالعہ کے سبب ہی بسا اوقات قرآن فہمی کاجذبہ پیداہوتا ہے ۔ مسلسل مطالعہ اور غور وفکر سے لوگوں کی سوچ میں وسعت اور فکر میں رواداری پیداہوتی ہے ۔ یہی " التفسیر " کی اشاعت کااصل مقصد ہے ۔

میں نے التفسیرکی خصوصی اشاعت میں جو بزم مفسرین سجائی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کیونکہ شروع شروع میں مفسرین کی تفاسیر ہی قرآن فہمی کا وسیلہ بنتی ہیں اور یوں صاحبان ذوق براہ راست کلام الٰہی سے جُڑ جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں یہی ہوں کہ لوگ کلام الٰہی سے وابستہ ہوجائیں میرا اس کے سوا کوئی مقصد نہیں ہے میں ملت اسلامیہ کو جسد واحد کی طرح سمجھتا ہوں اور مجھے اسم کامسمیٰ اسی صورت میں ممکن نظر آتا ہے ۔

عصری مسائل اور انکا حل

ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج ملک کی قابل فخر درس گاہ جامعہ کراچی کے شعبہ علام اسلامیہ میں فقہ و تفسیر قرآن کریم کے مایہ نازش استاد تھے۔آپ بحر علم کے شناور اور علی الخصوص اپنے متعلقہ مضامین پر کامل دست گاہ رکھتے تھے پیچیدہ و مغلق فقہی مسائل ہوں یا دقیق ومشکل تفسیری مقامات و نکات ، آپ اپنی دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی کے تمام ساز و سامان بروئے کار لاکر علم و فن کی ہر الجھی ہوئی گتھی کو نہایت ہنر کاری سے سلجھانے پر ماہرانہ دسترس رکھتے ہیں۔درسگاہ میں طلبہ کے سامنے ان کی تقریر ہو، کسی علمی مجلس میں ان کے محاضرات ہوں یا کسی وقیع علمی رسالے میں ان کے مقالات و مضامین ہر موقع و مقام پر ان کی " علمیت" خوب خوب جلوہ نما ہوتی ہے۔ کسی شخص میں یہ خوبی اس وقت در آتی ہے جب اس کی ذات اور مزاج علم کے پیکر میں مکمل طور پر ڈھل جائیں ۔ڈاکٹر صاحب پر قدرت کی یہ فیاضی ہےکہ وہ طبعاً ومزاجاً صاحب علم تھے۔ سوان کے ہر انداز و ادا سے علم کا ظہور ہوتا ہے۔

جیسا کہ علم وفضل میں بلند مقام ومرتبہ کے حاملین کی کسی دور میں کمی نہیں رہی ہر دور میں ان کی تعداد شمار و حساب سے باہر رہی مگر مقام اجتہاد تک ہر کوئی نہیں پہنچ سکا ۔ بہت ہی کم آٹے میں نمک کے برابر ایسے ہوتے ہیں جو علم و فن کی گھاٹیوں میں نہ صرف اپنے لیے نئے نئے راستے خود تلاش کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اپنی اختیار کردہ راہ پر ڈال دیتے ہیں اور لوگ ان کی علم و دیانت اور تحقیق و تدقیق پر اعتماد کرتے ہیں ۔ کمال کے اس درجے پر فائز لوگ " آئمہ اجتہاد "کہلاتے ہیں ۔ اس کے بعد وہ لوگ ہوتے ہیں جو آئمہ اجتہاد کے بنائے گئے راستے میں سے لوگوں کی آسانی کے لیے رشدو ہدایت اور علم و فن کی مزید پگڈنڈیاں نکالتے ہیں۔ایسے لوگوں کو مجتہدین فی المذہب کہا جاتا

ہے۔ پھر عام محققین کی جماعت ہوتی ہے جو اپنی کاوشوں اور تحقیقات سے امت کی وقت ،ضرورت اور موقع و مقام کے لحاظ سے رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی ہے ۔اللہ کے فضل و کرم سے امت کی کوکھ اس حوالےسے تاریخ کے کسی دور میں بانجھ نہیں ہوتی ہے۔ ہر دور میں محققین کی مؤقر جماعت اپنی عالمی تحقیقات کی جگمگ جگمگ قندیلوں سے امت مرحومہ کی راہیں روشن کرتی رہی ہے۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر محمد شکیل اوج بھی اسی قافلے کے نہ صرف اہم فرد ہیں بلکہ بعض علمی مسائل و مباحث میں ان کی سب سے الگ اور نرالی شان سے تو ان پر سرِگروہ اور سرخیل ہونے کا گمان ہوتاہے۔

تفرد ایک علمی اصطلاح ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی صاحب علم و فضل اور ماہر فن علم و فن کے تمام تقاضوں سے مکمل آگاہ اور باخبر ہوتے ہوئے کسی مسئلے میں علمی دلائل کی بنیاد پر جمہور اہل علم سے الگ رائے قائم کرے ۔جمہور کے مقابلے میں یا اہل علم کے اجماعی فیصلے کے برخلاف ایسی کسی رائے کے رد و قبول کی بحث میں پڑے بغیر یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ بجائے خود تفرد اختیار کرنےکسی صاحب علم کی تبحر علمی اور امتیازی نشانِ علمی کی بین دلیل ہے۔ مختصراً یہ کہ تفرد اختیار کرنا کہ بھی ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ،یہ اسی کا جگر ہوسکتا ہےجس کا دل علم و فضل کی وسعتوں کا محیط ہو۔ بلاشبہ ڈاکٹر شکیل اوج بھی اپنے وفور علم ، وسعت مطالعہ ،رسوخ فی العلم اور ذہانت وفطانت کے بل پر اس شان کے حامل ہیں کہ بہت سے مسائل میں دلائل کی بنیاد پر جمہور اہل علم سے الگ رائے رکھتے ہیں۔ جو خطاو صواب اور ردو قبول کے مناقشہ سے قطع نظر سےاعتناء کیلئے بغیر اور بلا تبصرہ ان مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے۔جن میں ڈاکٹر شکیل نے جمہور اہل علم سے اپنی رائے الگ کی ہے۔ علمی زبان میں ان مسائل کا ذکر کیا جائےگا جن میں انہوں نے تفرد اختیار کیا ہے۔ ڈاکٹر شکیل کےتفردات چننے کے لیے راقم نے ان کے مقالات و مضامین کا انتخاب کیا ہے جو مختلف موضوعات پر مؤقر سہ ماہی التفسیر (کراچی) میں مختلف مواقع پر شائع ہوتے رہے۔

نکاح مسیار کا جواز:

یہ نکاح کے باب میں ایک جدید مسئلہ ہے ، جس نے بعض عرب ملکوں میں بطور خاص سر اٹھایا ہے۔ جو متعہ کی طرح عندالجمہور ناجائز ہے۔ نکاح مسیار خود ڈاکٹر شکیل کے بقول .. اس نکاح میں مرد و عورت بالکل عام طریقے سے رشتہ ازواج میں بندھے ہیں مگر اس میں مرد کا کردار عورت کے حق میں غیر کفالتی ہوتا ہے یعنی وہ بیوی کی طرف سے کسی بھی معاشی ذمہ داری سے دور رہتا ہے اور یہ بات بوقت نکاح یا قبل نکاح مرد کے ساتھ طے کرلی جاتی ہے۔(8)

ڈاکٹر شکیل اوج اپنے اس گراں قدر مکالمے میں نکاح مسیار کے جواز کے سلسلے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں انعقاد نکاح کی تمام صورتوں اگر پائی جاتی ہوں تو ہم اسے نکاح صحیح قرار دینے پر مجبور ہیں

فقہاء نے نکاح کی تمام شرائط کو تین انواع میں تقسیم کیا ہے۔

(i)۔ شرائط انعقاد نکاح (ii)۔ شرائط جوز نکاح (iii)۔ شرائط لزوم نکاح

انعقاد نکاح کی پہلی شرط عقل ، دوسری شرط بلوغ اور تیسری رضامندی ہے۔ یہ وہ شرائط ہیں کہ جن کا تعلق مجلس عقد سے ہے۔ مرد کے ذمے نکاح کے تعلق سے دو اہم فرائض عائد ہوتے ہیں (i) مہر ادائیگی (ii) نان و نفقہ کی ادائیگی مگر عورت کو ،بالکل اختیار ہے کہ وہ اپنے مہر کو بالکلیہ یا اس میں سے کچھ حصہ واپس کردے یا ادائیگی سے قبل ہی اسے جزء یا کلیۃً معاف کردے۔ تاہم عام حالات میں

اس طرح کے نکاح مفید ثابت ہوسکتے ہیں اور معاشرے میں زنا کو روکنے کا ذریعہ بھی اس لیے اصلاً اسے جواز کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔(9)

نیل پالش کے ساتھ وضوکا جواز:

ناخن پالش ہمارے ہاں خواتین استعمال کرتی ہیں ۔ علمائےاخناف کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے وضو نہیں ہوتا اور یہی آج کا مفتیٰ بہ قول ہے ۔ علمائے دین مبین اور مفتیان دین متین کا یہ ماننا ہے کہ اگر پالش کی تہہ ناخن پر جم گئی ہو تووہ خارخ ہے اور پانی کی ناخن تک پہنچنے سے مانع ہے اس لیے ناخن تک پانی نہ پہنچنے کے باعث ناخنوں پر پ ہالش لگانے کی صورت میں تہہ اتارے بغیر وضو نہیں ہوگا۔ تاہم ڈاکٹر شکیل نے اس باب میں یہ الگ راہ اپنائی ہے کہ ناخن پالش کےہوتے ہوئے بھی وضو ہوجاتا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے خوب داد تحقیق دی ہے۔ اور دقیقہ رسی کا کمال آشکار کیا ہے۔حق یہ ہے کہ ا س فقہی مسئلےمیں انہوں نےتحقیق کا حق ادا کردیا ہے ۔ آئیے ان کے دلائل سے مزین شاندار تفر د سے تھوڑا حظ اٹھائیں وہ اپنے وقیع مضمون بعنوان نیل پالش کے ساتھ وضو کے جواز کا مسئلہ میں ابتدائی بحث کے بعد لکھتے ہیں

"یہ بات ہر مسلمان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ غسل میں تین چیزیں فرض ہیں "

فرض الغسل:

((المضمضة والاستنشاق وغسل سائرالبدن منه))

1 ۔منہ کا اندر سے اچھی طرح دھونا

2۔ ناک میں پانی ڈالنا

3 ۔ ایک مرتبہ پورےبدن کا دھونا

تعریف کی روسے بتائیے کہ منہ میں اگر بتیسی لگی ہو یا سونے کے دانت لگے ہوئے ہوں یا دانتوں کو سونے یا چاندی کے تار وں سے باندھا گیا ہو تو غرارہ کی صحت کو تسلیم کیا جائے گا یا نہیں؟اس بارے میں عام فتویٰ یہی ہے کہ غرارہ کی صحت کو تسلیم کیا جائے گا۔اس پر ہمارا سوال یہ ہے کہ جب مصنوعی دانتوں اور سونے چاندی کے تاروں نے جلد حقیقی کو اپنے وجود سے مستور رکھا اور پانی کو وہاں تک پہنچنے نہیں دیا تو غرارہ کیسے ہوگا؟

یہ اس لیے اٹھایا گیاہے کہ نیل پالش کے بارے میں کہا یہی جاتا ہے کہ وہ ناخن کو مستور رکھا اور پانی کو وہاں تک نہیں پہنچنے دیا تو غرارہ کیسے ہوگا۔

یہ سوال اس وجہ سے بھی اٹھایا کہ جس دلیل سے وضو نہیں ہوتا ، اسی دلیل سے غرارہ بھی نہیں ہونا چاہیے وگرنہ یہ ایک ہی مقدمے میں دوطرح کے فیصلےہوں گے۔(10)

آگے زیر بحث مسئلے میں وہ عرفجہ بن سعدرضی اللہ عنہ کی ناک کٹ جانے کے بعد چاندی کی ناک لگوانے اور بعد ازاں حضورﷺ کی چاندی کی جگہ سونے کی ناک لگوانے کی ہدایت کی۔

حضرت عبدالرحمن بن عرفجہ رضی اللہ عنہ والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ حدیث نیل پالش کے ساتھ وضو و غسل کے جواز میں خصوصی اہمیت کی حامل ہے ۔آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ نے پہلے چاندی کی اور پھر سونے کی ناک لگوائی یہ ناک جسامت کی حامل تھی۔ جس سے یہ صحابی اس مصنوعی ناک کے ساتھ وضو کرتے اور غسل فرماتے ۔ظاہر ہے کہ یہ ناک اصلی تو نہ تھی بلکہ اطلاقی تھی مگر اس جلد اطلاقی کو حکمی طور پر حقیقی پر محمول کیا جاتا تھا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نیل پالش کا مسئلہ بھی اس حدیث کی رو سے سمجھا جاسکتا ہے۔

نیل پالش دراصل جلد اطلاقی کے حکم میں ہےجو جلد حقیقی کو چھپا دیتی ہے اس لیے حکمی طور پر اسے حضرت عرفجہ کی ناک کی طرح جلد حقیقی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔(11)

محصنین اہل کتاب سے مسلم عورتوں کے نکاح کا جواز:

اہل کتاب سے مناکحت کے باب میں قرآن کریم کے حکم کے بموجب کتابیہ عورتوں سے نکاح کے نفس جواز میں جمہور متفق ہیں اور ایسا ہی اتفاق مسلم عورت کے کتابی مرد سے نکاح کے عدم جواز میں بھی ہے جبکہ فی زمانہ جمہور اہل علم کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جدت کے اس دور میں چونکہ یہودو نصاریٰ کی مذہبیت کاقلاوہ گردن سے اتار پھینک چکے ہیں اور وہ بھی ملحد ین ہوچکے ہیں اس لیے وہ اہل کتاب کے حکم میں نہیں رہے اس لیے ان کےساتھ مناکحت کی یہ صورت بھی جائز نہیں کہ کوئی مسلمان کتابیہ خاتون سے عقد نکاح کرلے جبکہ ڈ اکٹر حافظ محمد شکیل اوج ہر دو بلکہ سہ صورتوں میں جمہور کے اتفاق سے عدم اتفاق کرتے ہوئے دلائل کی بنیاد پر اپنے لیے الگ راہ چنتے ہیں۔ ہمارا مطمع نظر چونکہ نقد و نظر نہیں ہے اس لیےبلاکم و کاست اس باب میں ان کے تفرد کی جھلکیاں پیش کیے دیتے ہیں۔اپنے گراں قدر تحقیقی مضمون میں لکھتے ہیں :

"دراصل اہل کتاب سے نکاح کے بارےمیں قرآن مجید نے ہمیں جو اصول دیاہے اسے سمجھنے کی ضرورت ہے ۔قرآن کے الفاظ ہیں ۔

﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾

محصنات کا معنی اس مقام پر پاک دامن اور باکردار عورتوں سے کیا گیا ہے پھر جس طرح محصنات کا لفظ مؤمنات کے کیلئے استعمال ہوا ہے اسی طرح الذین اوتوالکتاب کے لیے بھی استعمال ہوا ہے مطلب یہ کہ عقد نکاح میں اصل چیز عورت کی پاکدامنی اور باکرداری ہے۔ پاک دامن عورت خواہ و مسلمان ہو یا اہل کتاب دونوں سے یکساں طور پر نکاح جائز ہے البتہ مسلمان عورت سے نکاح یقیناً قابل ترجیح ہوگا۔

اس لیے پہلے اس کا ذکر کیا گیاہے لیکن اگر مسلمان عورت کے مقابلے میں کوئی اہل کتاب عورت زیادہ باکردار اور پاکدامن ہو تو اسے مسلم عورت پر ترجیح حاصل ہونی چاہیے کیونکہ کہ قرآن کریم میں اس جگہ بطور خاص "احصان " پر زور دیا گیاہے" ۔(12)

یہ تو تھا کتابیہ عورت عقد نکاح کا جواز کے سلسلے میں ان کا نقطہ نظر اب جانیے کہ مسلم عورت کے اہل کتاب مرد سے نکاح کے بعد ان کے ذہن سے کس طرح کا " ابنگ تفرد" پھوٹتا ہے ۔ اس مقالے کے اختتام پران کی یہ عالمانہ اور فاضلانہ بحث ملاحظہ کیجئے۔

بعض کا خیال ہے کہ اہل کتاب مردوں سے نکاح اس لیے ممنوع ہے کہ نسب باپ سے چلتاہے مگر اس خیال کے جواب میں ہمارا مؤقف یہ ہے کہ نسب کا مذہب سےکوئی تعلق نہیں ہوتا ہے بے شک نسب باپ سے چلتاہے ۔اکثر صحابہ رضی اللہ عنھم کے والدین مومن نہیں تھے اسلام کو جب "اہل کتاب ماں" بچے کی بنیاد ی درسگاہ اور فطری معلمہ ہونے کی حیثیت سے بخوشی قبول ہے تو اہل کتاب باپ قبول کیوں نہیں ہوگا؟ کیا اہل کتاب باپ بچے کے لیے اپنے اثر ونفوذ میں کسی مسلم ماں سے بڑھ کر کردار ادا کرسکتاہے؟ہرگز نہیں۔ اختیار مذہب میں آخر مسلم عورت کے کردار کو اتنا غیر اہم کیوں سمجھا گیاہے؟ بہر حال یہاں ہمارے نزدیک نسب کو مذہب سے منسلک کرنا مناسب نہیں ہے۔(13)

حوالہ جات

(1) ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، اشاریہ ششماہی التفسیر کراچی مجلس التفسیر کراچی ص 6
(2) ایضاَ ، ص 7
(3) ایضاَ ، ص 8
(4) ایضاَ ، ص 9
(5) ایضاَ ، ص 17
(6) ایضاَ ، ص 19
(7) مفتی محمد اعظم سعیدی ، ڈاکٹر محمد شکیل اوج کی علمی و دینی خدمات ، کراچی مجلس التفسیر یونیورسٹی آف کراچی 2010 ء ص 5
(8) ڈاکٹر محمد شکیل اوج کیا مسیار میرج جائز ہے؟ سہ ماہی التفسیر جنوری تا مارچ 2007 ء شمارہ 4 ص 33
(9) ایضاَ ، ص 33،34
(10) ڈاکٹر محمد شکیل اوج ، نیل پالش کے ساتھ وضو کے جواز کا مسئلہ ، 2005 ء ص 52
(11) ایضاَ ، ص 53
(12) ڈاکٹر محمد شکیل اوج ، محصنین اہل کتاب مسلم عورتوں کا نکاح ، 2004 ء ص12
(13) ایضاَ ، ص 13

Bibliography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e-Madaras an Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of “Seerat” in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam In the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver”, Global *Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):106- 135.

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly magazine “Burhan-i-Dehli” on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.

Saima Rashid, Soubia Khan, Awan, Abdul Ghafoor (2018). Great saints of Multan and history of their shrines and their social importance, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):223- 245.

,